حدیث وسیرت

ابوثوبان غلام قادر ☆

رسول اللہ ﷺ کے ذرائع معاش

نبی کریم ﷺ اُمت کے جمیع طبقات کے لئے اُسوۂ حسنہ اور نمونہ ہیں۔ آپ کے معاشی معمولات میں مسلمانوں کے لئے بیش قیمت رہنمائی موجود ہے۔ بعض اوقات ہم لوگ منقول حقائق کی جستجو کی بجائے ایک مثالی تصور اپنے ذہن میں قائم کرکے اس کے مطابق دلائل کی تلاش شروع کردیتے ہیں۔ جبکہ یہ امر ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے منصب نبوت پر سرفراز ہونے سے قبل معاشی سرگرمیاں اختیار کیں، بکریاں چرائیں اور تجارتی سفر بھی کئے، لیکن نبوت پر فائز ہونے کے بعد آپ ﷺ کی کسی معاشی سرگرمی کا ذکر کتبِ سیرت میں نہیں ملتا۔

زیر نظر مضمون کے مقالہ نگار نے آپ ﷺ کے ذرائع آمدن کی جستجو میں بہت سی تفصیلات یکجا کردی ہیں، لیکن وہ بھی دورِ نبوت میں آپ کی معاشی سرگرمی کا سراغ لگانے سے قاصر رہا ہے۔ اس نظریہ سے اگلا مسئلہ میراث نبویؐ پر فائز حقیقی علماے کرام کے ذریعہ معاش کا پیدا ہوتا ہے۔ اگر کسی عالم نے دینی خدمات کے ساتھ اپنے ذریعہ آمدنی کو جداگانہ رکھنے کی کوشش کی ہے، تو اس عالم کی عزیمت قابل قدر امر ہے، لیکن درحقیقت شریعت اسلامیہ کا یہ تقاضا نہیں ہے بلکہ اُمت مسلمہ پر جہاں علماے ربانی کا احترام فرض ہے وہاں ان کو معاشی ضروریات سے بالاتر کردینا بھی ان کے فرائض میں شامل ہے، کیونکہ کوئی عالم دین شرعی رہنمائی کرتے ہوئے ذاتی کی بجائے اجتماعی خدمت کررہا ہوتا ہے، جس کا صلہ تو اللہ ہی آخر کار اسے دیں گے، البتہ عامتہ الناس یا مسلم حکومت کو اس کی ضروریاتِ زندگی کا انتظام از خود کرنا چاہئے، یہی اُمت مسلمہ کی صدہا سالہ روایت رہی ہے، ائمہ اسلاف کے معاشی معمولات اسی کی نشاندہی کرتے ہیں اور جن علما کے بعض پیشے کتب تاریخ میں ملتے ہیں، وہ یا تو شاذونادر اور عزیمت کی قبیل سے ہیں یا قبل از دینی خدمات ان کے معاشی معمولات کا تذکرہ ہے۔ البتہ یہ بحث تفصیلی مضمون کی متقاضی ہے۔ ح م

نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی مسلمانوں کے لیے مکمل نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ کی ذات میں وہ تمام صفات جمع تھیں جو کسی بھی گوشۂ زندگی میں مطلوب ہوسکتی ہیں۔ آپ کی

☆ پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

www.KitaboSunnat.com

عبادات واَخلاق، آپ کی جنگیں، آپ کی مساعیٔ امن، آپ کی انفرادی اوراجتماعی زندگی مسلمانوں کے لیے مکمل نمونہ ہے۔ جہاں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے دیگر معاملات میں ایک مکمل رہنمائی دی اور عملی تصویر پیش کی، وہیں آپ نے انسانیت کے لیے معاشی نظام کا ایک بہترین پہلو متعارف کروایا جس میں اِنفرادی اور اِجتماعی معاش کے حصول کے خطوط واضح کیے۔

آپؐ کی بعثت اس زمانے میں ہوئی کہ جب جاہلیت کی طبقاتی تقسیم نے معاشی جدوجہد کو بے حد متاثر کیا ہوا تھا۔لوٹ کھسوٹ اور بد نظمی، معاشی زندگی کی خصوصیت بن گئی تھی۔سرمایہ دار طبقہ نے عوام پر سود جیسی لعنت مسلط کر رکھی تھی جس سے غریب کا خون نچڑ رہا تھا۔ معاشرتی برائیاں شراب اور جوئے نے معاشی جدوجہد کو مفلوج کر دیا تھا۔ ذرائع آمدنی پر مخصوص لوگوں کا قبضہ تھا۔طریقِ صرف میں کسی اَخلاقی اُصول کا لحاظ نہ رکھا جاتا تھا۔افرادِ معاشرہ کی ساری جدوجہد خود غرضی اور سنگ دلی پر مبنی تھی۔مفاد پرستی کے اِس دور میں رحمۃ للعالمین کا حصولِ معاش کے لیے کردار بہت مختلف اور منفرد تھا۔

معاشی زندگی جدید اصطلاح کے مطابق ''اُس جدوجہد کا نام ہے جو اِنسانی احتیاجات کی تسکین کے لیے دولت کمانے اور اُسے خرچ کرنے سے متعلق ہے۔'' اِس کائنات میں آنے والے ہر انسان کو اپنی سانسیں بحال رکھنے کے لیے کم ازکم کسی بھی ظاہری معاشی اَسباب کا سہارا لینا پڑا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانیت کے لیے رہبرِ کامل بنا کر بھیجا تھا، آپ نے بھی خود اپنے ہاتھوں سے رزقِ حلال کما کر انسانیت کو یہ سبق دیا کہ کوئی انسان چاہے کتنا ہی عظیم المرتبت کیوں نہ ہو، اُسے اپنے معاش کے لیےخود کفیل ہونا چاہیے، نہ کہ دوسرے لوگوں پر بوجھ بننا چاہیے۔ حالانکہ نبی اور آپ کے دیگر رفقا کے لیے یہ وقت بہت کٹھن تھا، کیونکہ ایک طرف مشرکینِ مکہ نے معاشرتی مقاطعہ کر رکھا تھا، دوسری طرف نوبت جسمانی اذیتوں تک پہنچ چکی تھی۔ان حالات میں کسی قسم کی تجارت، کاروبار یا معاشی جدوجہد کا جاری رکھنا ممکن نظر نہیں آتا۔ پھر ایک ہمہ وقتی کارکن کے لیےجب کہ وہ ایک گروہ کو ساتھ لے کر چل رہا ہو، معاشی جدوجہد کو برقرار رکھنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ابتدائی دور کی مصروفیات میں لوگوں کا آپ ﷺ سے معاشی تعاون کا ذکر بھی ملتا ہے، لیکن آپ نے نہ

www.KitaboSunnat.com

صرف خود اپنی معاشی حالت بہتر کی بلکہ ہمیشہ اپنے اَصحاب کو بھی یہی سبق دیا کہ وہ حلال اور باعزت روزگار اختیار کریں، کیونکہ اِس کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت قدر و منزلت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«ما أكل أحد طعامًا قطُّ خير من أن يأكل من عمل يده وإن نبي الله داؤد عليه السلام كان يأكل من عمل يده» (صحیح بخاری:۲۰۷۲)

''کوئی بندہ ایسا کھانا نہیں کھاتا جو اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر ہو، اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔''

آپ ﷺ کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ اس موضوع سے ہمارے مؤرخین اور سیرت نگاروں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ سیرۃ النبی ﷺ پر لکھی جانے والی کتب کا ذخیرہ کھنگال لیں، آپ کو اس عنوان پر مستقل بحث نہ ملے گی۔ غالبًا اس کی وجہ آپؐ سے اِن کی عقیدت کا وہ درجہ ہے جہاں وہ آپ ﷺ کو ذریعۂ معاش کی ضرورت ہی سے بالاتر تصور کرتے ہیں، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

آپ ﷺ نے حلال اور باعزت ذریعۂ معاش اختیار کرکے اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی کہ وہ حلال اور باعزت ذریعۂ معاش اپنا کر ہی اپنی اور زیر کفالت اَفراد کی معاشی ضروریات کو پورا کیا جائے۔ منصبِ نبوت پر سرفراز ہونے سے قبل گلہ بانی اور کچھ عرصہ بعد تک آپ نے تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا۔ اس سلسلہ میں آپ نے متعدد تجارتی اَسفار بھی فرمائے۔

جب اُمّ المومنین خدیجہ الکبریٰؓ آپ ﷺ کے عقد میں آئیں تو اُن کی تمام تر دولت اور تجارت بھی آپ کے پاس آئی اور یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے معاشی تفکرات کو کم کردیا اور آپ دل جمعی کے ساتھ دعوت میں مگن رہے۔ کتبِ سیرۃ میں کہیں نہیں ملتا کہ آپ کبھی کسی پر بوجھ بن کر رہے ہوں بلکہ آپ ہمیشہ سے خود کفیل رہے ہیں۔

بعض سیرت نگاروں کا خیال ہے کہ حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد آپ کی معاشی زندگی بہتر ہوئی اور اِس سے قبل آپ کے پاس کچھ مال و دولت نہ تھا تو یہ خیال غلط ہے، کیونکہ نزولِ وحی کے موقع پر حضرت خدیجہؓ آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرماتی ہیں:

« إنك لتصل الرحم وتحمل الكل، وتكسب المعدوم وتقري الضيف

www.KitaboSunnat.com

وتعين على نوائب الحق» (صحیح بخاری:۴)

''آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اور جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا، کما کر دیتے ہیں، اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور آپ حق داروں کے ساتھ مشکلات میں مدد کرتے ہیں۔''

حضرت خدیجہؓ کی اِس تسلی سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حضرت خدیجہؓ سے شادی سے پہلے بھی صاحبِ روزگار تھے اور اپنے مال سے دوسروں کی مدد کیا کرتے تھے۔ البتہ حضرت خدیجہؓ ہی کے مال ودولت نے آپ کی بہت ساری معاشی پریشانیوں کو کم کیا، اور اِس نعمت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: ﴿وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى﴾ (الضحی:۸)

''اور ہم نے آپ کو تنگ دست پایا تو آپ کو غنی کر دیا۔''

بہرحال آپ ﷺ کی زندگی کے تمام اَدوار کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ کے مندرجہ ذیل ذرائع آمدن سامنے آتے ہیں جن کو اِس مضمون میں اَحسن انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

① والدین کی وراثت سے حصہ

رسول اللہ ﷺ کو اپنے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی طرف سے وراثت میں کوئی جائیداد یا مال و دولت نہیں ملا، سوائے ایک مکان کے جو آپ کے چچا زاد عقیل کے قبضہ میں تھا اور فتح مکہ کے موقع پر جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کہاں رہائش فرمائیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''میں عقیل کے مکان میں رہنا چاہتا ہوں، عقیل سے پوچھو کیا وہ ہمیں اِجازت دیتا ہے۔''

(نیل الأوطار:۲۱/۱)

لیکن آپ نے پھر اُمّ ہانیؓ کے گھر سکونت فرمائی۔ (صحیح بخاری:۴۲۹۲) اِس متاعِ قلیل کے علاوہ کتبِ اَحادیث وسیرت میں آپ ﷺ کو ملنے والے ورثے کی کوئی تفصیل نہیں ملتی۔

② گلہ بانی

اللہ تعالیٰ کی اپنے انبیا ومرسلین کے لئے عجب حکمت رہی ہے کہ تقریباً تمام انبیاے کرام علیہم السلام سے بکریاں چروائیں۔ اس کی حکمت یہ نظر آتی ہے کہ بکریاں چرانے والے میں

www.KitaboSunnat.com

چند ایسی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں جو عام انسانوں میں نہیں ہوتیں۔ بکریوں کا چرواہا جفاکش، نرم دل اور بردبار رہوتا ہے۔ بکری فطرتاً تیز اور طبعاً نہایت کمزور ہوتی ہے۔ اگر ڈھیلا چھوڑ دیا جائے تو کہیں سے کہیں نکل جائے اور غصہ میں آکر لاٹھی ماریں تو جوڑ بند ٹوٹ جاتے ہیں۔ لہٰذا اِس کے چرواہے کو بڑی سمجھ داری، ہوشیاری اور بردباری سے کام لینا پڑتا ہے۔ ہدایت سے خالی انسان، بکری سے کہیں زیادہ آوارہ اور ناصح کی نصیحت سے دور بھاگنے والا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو ایسے انسانوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے بکریوں کو سنبھالنے کی مانند کام کرنا پڑا۔ آپ ﷺ جب دس بارہ برس کے ہوئے تو بکریاں چرانا شروع کیں۔ یہ اِنسانیت کی گلہ بانی کا دیباچہ تھا۔ حضرت عبید بن عمیرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ما من نبيٍ إلا وقد رعى الغنم قيل وأنت يا رسول الله؟ قال:وأنا، أنا رعيتها لأهل مكة بقراريط» (الطبقات الكبریٰ:۱۲۲/۱)

''کوئی نبی ایسے مبعوث نہیں ہوئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ دریافت کیا گیا: یارسول اللہ! آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں میں نے بھی اہل مکہ کی بکریاں چندقراریط (قیراط) پر چرائیں تھیں۔''

مندرجہ بالا حوالہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مویشی جانوروں کے چروانے کا پیشہ بھی آپ ﷺ نے اپنائے رکھا جو کہ عرب معاشرے میں ایک قابل ذکر پیشہ تھا۔

③ تجارت

جب آپ ﷺ جوان ہوئے تو آپ نے تجارت کو معاش کا ذریعہ بنایا۔ اِس پیشہ کے انتخاب کی وجوہ میں سے نمایاں وجہ یہ تھی کہ آپ کے خاندان بنو ہاشم اور قریشِ مکہ تجارت کے پیشہ سے منسلک تھے جس کا ذکر قرآن مجید سورۃ القریش میں موجود ہے:

﴿ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ۝ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ۝ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ﴾ (سورۃ القریش)

''قریش کو اُلفت دلانے کے واسطے، اُلفت گرمی اور سردی کے قافلوں کے لیے، پس اُنہیں چاہیے کہ اِس گھر کے ربّ کی عبادت کریں جس نے اُنہیں بھوک میں بھی کھلایا اور اُنہیں خوف

سے نجات عطا فرمائی۔''

آپ کے آباؤ اَجداد تجارت ہی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ تجارت ہی کی غرض سے شام تشریف لے گئے اور واپسی پر مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور وہیں انتقال کر گئے۔آپ کے والد کے برادران بھی تجارت ہی سے منسلک تھے۔(الطبقات الکبریٰ:۱/۱۲۹) اور اس کی دوسری وجہ مکہ مکرمہ کی زمین کا سنگلاخ اور بے آب وگیاہ ہونا ہے۔ ایسی زمین کے باشندے تجارت یا صنعت کے علاوہ اور کونسا پیشہ اختیار کر سکتے ہیں؟ یقیناً زراعت اور کھیتی باڑی کے مواقع ہی کم تھے اور مکہ میں صنعت وحرفت کا رواج اور سہولیات بھی نہیں تھیں۔

اس کی ایک تیسری وجہ شاید یہ حکمتِ الٰہیہ بھی ہوسکتی ہے کہ جس ربِ حکیم نے اپنے نبی کریم ﷺ سے بکریاں چرواکر آپ میں بردباری، ہوشیاری اور سمجھ داری کی صفات پیدا کرنا تھیں، اسی ذاتِ کریم نے انہی صفاتِ عالیہ کی تکمیل تجارتی تجربات کے ذریعے کرائی۔ تجارت انسان میں انتظامی صلاحیتیں پیدا کرتی ہے۔تجارتی اَسفار کے دوران خطرات سے بچاؤ اور دفاع کی تراکیب، خرید وفروخت میں معاملہ فہمی، بات چیت کا ڈھنگ، اپنی بات دلائل سے منوانے کا سلیقہ، مختلف علاقوں اور ممالک کی سیاحت اور اُن کے احوال واَخبار کا علم، لوگوں کی طبائع کا اندازہ ایسی بے شمار خوبیاں ہیں جو انسان میں تجارت کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ تمام صفات اپنے اندر بدرجہ اَتم پیدا کر لی تھیں۔

آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ رہ کر اور ان کے ساتھ بعض تجارتی سفر کرکے تجارتی معاملات کا تجربہ حاصل کرلیا تھا۔آپ کے تجارتی اَخلاق کا ہر شخص گرویدہ تھا۔تجارتی کاروبار میں جو صفت سب سے زیادہ گاہکوں کی توجہ کسی تاجر کی طرف مبذول کراتی ہے، وہ صدق وامانت ہے۔آپ ﷺ تو گویا ان صفات کے موجد تھے۔امین کے لقب سے آپ دشمنوں میں بھی شہرت پا چکے تھے۔لوگ اپنا سامانِ تجارت آپ کے سپرد کرنے کے لیے بے چین رہتے تھے۔(ایضاً:۱/۱۳۰)

آپ ﷺ کے تجارتی اَسفار

رسول اللہ ﷺ کے ذرائع آمدنی میں سب سے بڑا ذریعہ تجارت تھا۔تجارت کے سلسلہ

www.KitaboSunnat.com

میں آپ نے کئی ایک اَسفار کیے۔ جن کا تذکرہ تفصیل سے ملتا ہے اِن میں سے کچھ شام، بحرین، یمن اور چین کی طرف ہیں۔ اِن اسفار میں آپ کو کافی نفع حاصل ہوا ہوگا۔

☆ **ابو طالب کے ساتھ سفرِ تجارت:** رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب اور زبیر کے ساتھ بھی سفر تجارت کیے تھے۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال تھی تو آپ نے پہلی مرتبہ شام کی طرف اپنے چچا کے ساتھ سفر فرمایا۔ اگرچہ اس سفر میں آپ بطورِ تاجر تو شامل نہ تھے، لیکن آپ نے تجارت کے طور طریقے اور لین دین کے حوالے سے کافی معلومات حاصل کیں اور جب آپ ۲۵ سال کے ہوئے تو آپ نے دوسری مرتبہ شام کا سفر کیا۔ البتہ اِس مرتبہ آپ ایک تاجر کی حیثیت سے اس سفر میں شامل تھے اور اس میں آپ کو کافی منافع حاصل ہوا۔ (الطبقات: ۱/۱۱۹)

☆ **مالِ خدیجہ طاہرہؓ سے تجارت:** شام کا دوسرا سفر آپ نے حضرت خدیجہؓ کا سامان لے کر کیا۔ یہ مضاربت سے زیادہ اِجارہ کی صورت تھی، کیونکہ حضرت خدیجہؓ نے آپ کو متعین اُجرت دی تھی۔ اِسی بار آپ شام کی منڈی بصریٰ تشریف لے گئے۔ چونکہ حضرت خدیجہؓ کا کاروانِ تجارت پورے مکہ کے کاروان سے بڑا ہوتا تھا، لہٰذا اُس کی آمدنی بھی کافی مقدار میں ہوئی جو کہ آپ کی پیشہ وارانہ مہارت کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِس سفرِ تجارت کو اپنایا تو آپ کو اس کے بدلہ میں ایک اونٹ اُجرت میں ملا۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خدیجہ سے دوسفروں کا معاوضہ ایک اونٹنی لیا تھا۔'' (سیرۃ النبی از ابن کثیر: ۱/۱۸۱) آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کا سامانِ تجارت لے کر جرش (یمن) دوبار تشریف لے گئے۔ دونوں مرتبہ مناسب منافع کے ساتھ واپس لوٹے۔ (الطبقات الکبریٰ: ۱/۱۳۰)

اور یوں آپ کے دیگر تجارتی اَسفار میں منافع کا اندازہ بطریق اَحسن لگایا جاسکتا ہے۔

☆ **بحرین کا سفر:** آپ ﷺ تجارت کی غرض سے بحرین بھی تشریف لے گئے۔ جب وفد عبدالقیس کے لوگ اسلام لانے کی غرض سے مدینہ منورہ آئے تو آپ نے اُن سے ان کے ملک کے بارے میں تفصیل سے سوال پوچھے، تو وہ کہنے لگے: یارسول اللہ آپ ہمارے ملک کے بارے میں بہت زیادہ معلومات رکھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں کافی عرصہ تمہارے ملک میں رہ چکا ہوں۔ آپ ﷺ نکاح کے بعد حضرت خدیجہؓ کا سامانِ تجارت لے کر مشرق

علاقہ میں بھی گئے۔ غالباً اس لیے کہ آپ بحرین جا کر 'دبا' کے بین الاقوامی تجارتی میلہ میں شرکت کرسکیں اور زیادہ نفع کماسکیں۔

ڈاکٹر حمید اللہؒ کے بقول آپ ﷺ تجارت کی غرض سے شام اور یمن کے علاوہ بیت المقدس، فلسطین اور چین سے بھی گزرے ہیں۔ (خطباتِ بہاولپور:ص ۲۰۶)

تجارتِ رسول ﷺ کے ضمن میں پیش کی گئی معلومات سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ رسولِ امین ﷺ نے اپنی زندگی میں تجارت کے عمل سے وابستہ رہے جو اُس وقت کی دنیا میں ایک پُروقار پیشہ تھا۔ جس سے صادق وامین نبی نے مناسب مال بھی کمایا اور اچھا نام بھی۔

④ قریشی صحابہ کی طرف سے اِعانت وکفالت

نبوت کے بعد ابتدائی اَدوار میں متمول صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ ﷺ کی کفالت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان خوش بخت اَفراد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، سعدؓ بن معاذ اور عمار بن حزمؓ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ یہ خوش نصیب حضرات روزانہ آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ یا کھانے کی کوئی چیز پیش کرتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ آپ کے ننھیالی رشتہ دار تھے۔ وہ آپ کے ہاں کبھی سالن کبھی دودھ اور کبھی روٹی کبھی گوشت اور کبھی کبھار کوئی میٹھی چیز باقاعدگی سے اِرسال کرتے تھے جسے آپ ﷺ قبول فرمالیتے تھے۔ آپ صدقہ نہیں، البتہ ہدیہ قبول فرمالیتے تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک ذریعہ روزی تھا اور جو اِس سے زائد ہوجاتا، وہ آپؐ اپنے صحابہ کرام اور اصحابِ صفہ رضوان اللہ اجمعین میں تقسیم کر دیتے۔ (الطبقات الکبریٰ، ص ۱۱۶)

حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی بہت مالی مدد فرمائی جس کو آپ نے متعدد باریوں بیان فرمایا:

«إن الله بعثني إليكم فقلتم: كذبت، وقال أبوبكر: صدق، وواساني بنفسه وماله فهل أنتم تاركوا لي صاحبي؟» مرتين...... (صحیح بخاری:۳۶۶۱)

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے کہا: آپ جھوٹ بولتے ہو اور ابوبکر صدیقؓ نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے، اور اُنہوں نے اپنی جان ومال کے ساتھ میری مدد کی، کیا تم مجھ سے میرے دوست کو چھڑوانا چاہتے ہو؟ ایسا دو مرتبہ فرمایا۔''

اور مزید فرمایا:

www.KitaboSunnat.com

«ما نفعني مالُ أحدٍ قط ما نفعني مال أبي بكر» (سنن ترمذی:۳۶۶۱)
''مجھے اتنا کسی کے مال نے فائدہ نہیں دیا جتنا ابوبکرؓ کے مال نے دیا ہے۔''

۵ انصار کی طرف سے اِعانت

انصارِ مدینہ نے بھی مکی صحابہ کی طرح دل و جان سے رسول اللہ ﷺ کی بھرپور خدمت کی۔ ہجرت کے بعد سب سے پہلی میز بانی حضرت ابوایوب انصاریؓ کے حصہ میں آئی۔ آپ ﷺ نے جتنا عرصہ بھی اُن کے ہاں قیام فرمایا، آپ کی ضروریات پورا کرنے کا شرف اُنہی کے نصیب میں آیا۔

بنوفزارہ کے ایک آدمی نے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک اونٹنی پیش کی تو آپ ﷺ نے اُسے قبول کیا اور اُسے تحفے میں کچھ دے دیا تو وہ شخص ناراض ہو گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا کہ'' آج کے بعد میں قریش، انصار اور دوس قبیلہ کے علاوہ کسی سے کوئی تحفہ نہیں لوں گا۔'' (الادب المفرد، ص ۱۸)

انصار پیشہ کے لحاظ سے زراعت سے منسلک تھے۔ وہ اپنے کھیتوں (کھجوروں کے باغات) میں سے کسی ایک درخت کو نشان لگا کر آپ ﷺ کے لیے وقف کر دیتے تھے جس کا پھل آپ ﷺ تک پہنچ جاتا۔ (خطباتِ بہاولپور، ص ۱۸)

کبھی کبھار تو مہینہ بھر آپ کے گھر میں چولہا نہ چلتا تھا۔ آپ صرف پانی اور کھجور تناول فرماتے تھے اور اِس طرح گزارا ہو جاتا (صحیح مسلم:۲۹۷۲) اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے۔ بعض انصار جو آپ ہمسائے تھے، وہ آپ کی خدمت میں دودھ پیش کیا کرتے تھے۔ لہٰذا قناعت شعار نبی ﷺ کی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے یہ بھی ایک مناسب ذریعہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ہی سبب بنایا تھا۔

۶ مالِ غنیمت

چونکہ جہاد فی سبیل اللہ کا ایک ثمرہ مالِ غنیمت بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ پہلی اُمتوں کے لیے مالِ غنیمت حلال نہیں تھا، لیکن اُمتِ محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مالِ غنیمت کو حلال قرار دیا۔

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «وأُحلَّتْ لي الغنائم» (صحیح بخاری:۳۱۲۲)

''اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔''

مالِ غنیمت میں سے رسول اللہ ﷺ کا حصہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر تھا جسے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

﴿ اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی ﴾ (الانفال:۴۱)

''جان لو کہ جو کچھ تمھیں مالِ غنیمت سے ملے تو اللہ اور اُس کے رسول کا اُس میں سے پانچواں حصہ ہے۔''

مالِ غنیمت میں سے آپ ﷺ کو پانچواں حصہ بطورِ مالِ خمس ملتا تھا جو بیت المال کا حصہ ہوتا تھا مگر اس سے آپ ﷺ کی ضروریات بھی پوری کی جاتیں تھیں۔

رسول اللہ کے لیے تین وصایا تھے: بنو نظیر، خیبر اور باغِ فدک۔ (صحیح بخاری: ۴۰۳۳، ۴۲۴۰)

اِس میں بنو نظیر کا مال آپ ﷺ کی ذاتی ضروریات، اہل خانہ کا خرچ، مہمانوں کی ضیافت، اور مجاہدین کے ہتھیاروں اور سواریوں پر خرچ ہوتا تھا اور فدک کی پیداوار محتاج مسافروں اور مساکین وغربا کے لیے مختص تھی اور خیبر کی پیداوار تین حصوں میں تقسیم تھی: دو عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے اور ایک حصہ آپ ﷺ کے اہل وعیال پر خرچ ہوتا تھا اور خیبر کی زمین رسول ﷺ نے اہل خیبر کو نصف پیداوار لینے کے معاہدہ پر دے رکھی تھی۔

یہ جائیداد اور زمین رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اُن کی آمدن کا حصہ ہی تھی جو بعد میں وصیت کے مطابق تقسیم نہیں ہوئی تھی بلکہ بیت المال میں ہی شامل ہوگئی اور اہل بیت کا گذراَوقات بیت المال کے وظیفہ سے ہی ہوتا رہا۔

⑦ مالِ فے

مالِ فے ایسے مال کو کہتے ہیں جو دشمن سے لڑائی کئے بغیر حاصل ہو جائے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہی خاص تھا۔ اور آپ کو اختیار بھی تھا کہ اس میں سے جس کو چاہیں دیں۔

باغِ فدک جو کہ بنو نضیر کی جلا وطنی کے وقت آپؐ کو اللہ نے عطا کیا تھا، بطورِ مالِ فئے رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ آپ اس میں سے کچھ حصہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے تھے اور کچھ حصہ غربا اور مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

⑧ بیت المال سے مقرر شدہ حصہ

بیت المال میں سے بھی رسول اللہ ﷺ کا حصہ مقرر تھا اور اِس سے آپ کے اہل وعیال پر خرچ کیا جا تا تھا۔آپ ﷺ نے خیبر کی زمین نصف پیداوار پر مزارعت کے لیے دے رکھی تھی۔(صحیح بخاری:۴۲۴۰،۴۲۴۷)ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی کفالت کا انتظام یہ تھا کہ بنو نظیر کے نخلستان جو آپ کو مالِ غنیمت میں آپ کے حصہ کے طور پر ملے تھے،کی پیداوار میں سے اِن قَانتات (صبر کرنے والیوں) کا حصہ مقرر کیا تھا جسے فروخت کرکے ان کی سال بھر کی گذران کا سامان کیا جاتا تھا۔ جب خیبر فتح ہوا تو تمام ازواجِ مطہراتؓ کے لیے فی کس ۸۰ وسق کھجور اور ۲۰ وسق جَو سالانہ مقرر ہوا تھا۔ یہ طریقۂ کفالت حضرت ابوبکرؓ کے دورِ خلافت میں بھی چلتا رہا۔ جب حضرت عمرؓ کا زمانۂ خلافت آیا تو بعض ازواجِ مطہرات جن میں حضرت عائشہؓ بھی شامل تھیں، نے پیداوار کی بجائے زمین لے لی تھی۔

⑨ یہودی مخیریق کی جائیداد کا تحفہ

مخیریق قبیلہ بنو قینقاع کا یہودی تھا،امیر ترین آدمی تھا۔ آنحضرت ﷺ سے اس کی انتہائی عقیدت تھی۔ اس کے سات باغ تھے۔ وہ آپ ﷺ کی معیت میں غزوۂ اُحد میں شریک ہوا اُس نے غزوہ میں شرکت کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اُس کے باغات آپ ﷺ کی ملکیت ہوں گے۔ وہ اس غزوہ میں قتل ہوگیا اور اس کے باغات کی ساری آمدنی آپ ﷺ کے لیے تھی۔ آپ ﷺ نے ان باغات کو اپنے قبضہ میں رکھا، پھر وقف کر دیئے۔عثمان بن وثابؒ سے مروی ہے کہ وہ سات باغ یہ تھے:

① الأعواف ② الصافية (الصانقة) ③ الدلال

④ المثيب ⑤ برقة ⑥ حسنى

⑦ مشربہ اُمّ إبراهيمؓ (یہ نام اس لیے تھا کہ آپ ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی والدہ ماریہ قبطیہؓ اس باغ میں قیام فرما تھیں)

بعد میں آپ ﷺ نے وہ باغات وقف کر دیئے اور ان کی آمدنی غربا اور مساکین پر خرچ ہوتی تھی۔(الطبقات الکبریٰ:۱/۵۰۱)

⑨ غیر ملکی بادشاہوں کے تحائف

① جب رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی طرف اسلام قبول کرنے کے لیے خط لکھا تو اُس نے آپؐ کے قاصد کا بہت احترام کیا اور قاصد کو رسول اللہ ﷺ کے لیے کافی تحفے تحائف دیئے جن میں قیمتی کپڑے بھی شامل تھے اور اُمّ حبیبہ بنت ِابوسفیان کا نکاح آپ ﷺ سے کروایا اور ۴۰۰ دینار حق مہر دیا۔ (تجلیاتِ نبوت:۱/۲۳۴)

② شاہِ مقوقس نے آپ ﷺ کی خدمت کے لیے ۱۰۰ دینار، دو لونڈیاں، مشہور قباطی کپڑوں کے ۲۰ جوڑے، بنہا کا شہد، خوشبو، شیشے کا پیالہ اور سواری کے لیے 'دلدل' نامی بہترین خچر بھیجا۔ (سیرۃ النبی:۳/۵۱۴)

③ خیبر فتح ہوا تو آپ ﷺ کو تحفے میں ایک بکری دی گئی تھی۔ (بخاری:۴۲۴۹)

نبی ﷺ صدقہ قبول نہیں کرتے تھے، ہدیہ اور تحفہ بخوشی قبول فرماتے تھے اور اکثر اَوقات تحفہ بھیجنے والے کو اُس سے بہتر تحفہ دیا کرتے تھے۔ مجموعی طور پر آپ کی آمدن میں ایک مناسب حصہ تحائف کا شامل تھا جس میں مسلمانوں کے تحائف کے علاوہ مدینہ کے غیر مسلموں کی طرف سے ہدایا کے ساتھ ساتھ غیر ملکی حکمرانوں کے تحائف بھی شامل تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ حالات کی ساری نزاکتوں اور معاشی اُتار چڑھاؤ کے باوجود آپ ﷺ نے اپنے دامن کو داغدار ہونے سے بچایا اور کبھی کسی کے سامنے دست دراز نہیں کیا، لیکن ہمارے ہاں اکثر سیرت نگاروں اور واعظین نے سیرتِ نبویؐ کے تذکرے میں سرورِ دو عالم ﷺ کی یتیمی اور غریبی کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ خوفناک قلاش شخص کی تصویر سامنے آتی ہے۔ اور آج کا طالب علم جب موجودہ دور اور معاشرے کے یتیم، مفلس اور قلاش شخص کا تصور سامنے لاتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ گویا کوئی مظلوم زمانہ، پھٹے پرانے کپڑوں والا اور کمزور جسم وجان والا شخص سامنے آتا ہے۔ حالانکہ سرورِ دو عالم ﷺ کا معاملہ اس سے یکسر مختلف تھا، آپ نے دولت کی فراوانی کے باوجود بھی غربت اور سادگی کو پسند کیا اور عاجزی اور انکساری کو اوڑھنا بچھونا بنایا۔

یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دولت آپؐ کے پاس آتی نہیں، دولت تو آپؐ پر نچھاور ہوتی نظر

www.KitaboSunnat.com

آتی ہے کہ تجارت کے زمانہ میں لوگ اپنا مال دھڑا دھڑ آپ کے قدموں پر نچھاور کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں بڑا تجارتی منافع آپ کو حاصل ہوتا نظر آتا ہے، لیکن آپؐ نے اپنی سارا مال فلاحِ انسانیت اور خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیا۔

بحیثیتِ مجموعی آپ ﷺ کی زندگی کا معاشی پہلو فقر و فاقہ کی زینت سے ہی خوشنما نظر آتا ہے اور کرتے بھی کیا؟ آپ ﷺ کو تو قاسم بنا کر بھیجا گیا تھا اور قاسم بھی ایسا کریم کہ اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھا اور سارے کا سارا فقراء اور محتاجوں کو بانٹ دیا۔ سادہ لباس میں ملبوس، حالانکہ قیمتی لباس بھی زیب تن کر سکتے تھے مگر سادہ لباس کے بھی کئی کئی جوڑے نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ لا یُطوٰی له ثوب کبھی آپ کا کوئی کپڑا تہ کر کے نہ رکھا گیا تھا۔

گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا۔ رات کے وقت تو اکثر اوقات سارا گھرانہ نبوی بھوک اوڑھ کر سوتا۔ رسول کریم ﷺ کے کاشانۂ مبارک میں کئی راتیں متواتر ایسی گزر جاتیں کہ آپ ﷺ اور آپ کے گھر والوں کو کھانا نصیب نہ ہوتا۔ مسلسل دو دو مہینے تک آگ کو یہ سعادت حاصل نہ ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کے گھر میں جلے۔ (صحیح مسلم:۲۹۷۲)

سرورِ دوعالم کی تجارتی زندگی سے یہ بات اظہر من الشّمس ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں ناجائز ذرائع آمدن کے بے شمار مواقع میسر تھے۔ یعنی عربوں میں شراب فروشی، جوا کی کمائی، قافلوں کی لوٹ کھسوٹ کی کمائی، سود کی منافع خوری، سٹہ بازی جیسے قبیح ذرائع معاش فخر و غرور کی نحوست کے ساتھ موجود تھے، لیکن خلقِ عظیم کے مالک شخص محمد رسول اللہؐ نے ہر طرح کے ناجائز طریقوں سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا اور کسبِ حلال کو اختیار کیا۔ قرآنِ مجید زندگی کے اس پہلو کو اس انداز میں پیش کرتا ہے:

﴿لَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾ (یونس:۱۶)

''میں اس سے قبل بھی تمہارے ساتھ ایک عرصہ گذار چکا ہوں، کیا تم عقل نہیں رکھتے۔''

رسول کریم ﷺ کی سیرت مطہرہ کے چند نقوش

رسولِ کریم ﷺ کی معاشی زندگی کے باب سے چند نقوش خلاصہ کے طور پر پیش خدمت ہیں جو اُمت کی رہنمائی میں زرّیں اُصول کا درجہ رکھتے ہیں:

① مسلمان کو انتھک محنتی اور جفاکش ہونا چاہیے نہ کہ سست اور کاہل، کیونکہ رسول ﷺ نے ہمیشہ سستی سے پناہ مانگی ہے۔(صحیح بخاری:۶۳۶۹)

② اس عارضی جہانِ رنگ و بو میں ہر انسان کو زندگی کے سانس جینے کے لیے اپنی مدد آپ کے اُصول کے تحت کوئی نہ کوئی پیشہ وروزگار اختیار کرنا چاہیے، تاکہ دوسروں کے سامنے دست دراز کرنے کی بجائے کمزوروں کی دستگیری کی جائے۔

③ ہر انسان کو اپنی حیثیت، استعداد اور وسائل کو بھرپور بروئے کار لانا چاہیے تاکہ انسانی معاشرہ سے کم ہمتی کا خاتمہ ہو، جواں جذبے پروان چڑھیں اور اجتماعی استعدادِ کار میں اضافہ ہو۔﴿وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی﴾(النجم:۳۹)''انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اُس نے کوشش کی۔'' لہٰذا مجموعی محنت زیادہ ہوگی تو ثمرات بھی بے پناہ ہوں گے اور غربت وافلاس کی جگہ ترقی وخوشحالی کا دور دورہ ہوگا۔

④ فرزندانِ اسلام کو ذریعۂ معاش اختیار کرتے ہوئے جاہلی معاشی تقسیم کو آڑ نہیں بنانا چاہیے یعنی پیشوں کی اونچ نیچ میں نہیں پڑنا چاہئے بلکہ اُسوۂ رسول کو معیار سمجھنا چاہیے (کہیں غلہ بانی ہے اور کہیں تجارت کی نگرانی) پیشوں کی طبقاتی تقسیم ہر دور میں جاہلی معاشروں کی شناخت وامتیاز رہی ہے، جیسا کہ مشرکین مکہ بھی کہتے تھے:

﴿قَالُوْا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ۝ وَمَا اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الشعراء:۱۱۱۔۱۱۴)

''کافروں نے کہا: کیا ہم ایمان لائیں تجھ پر اور تیری پیروی کی ہے رذیل لوگوں نے۔ آپؑ نے فرمایا: میں کیا جانوں کہ ان کا پیشہ کیا ہے، اِس کا حساب تو میرے رب پر ہے اگر تم سمجھو، اور میں ایمان والوں کو نکال دینے والا نہیں ہوں۔''

یہی معاشی طبقاتی تقسیم ہندو معاشرے میں عروج پر ہے جب کہ اسلام میں تو «الکاسب حبیبُ الله» کی تعلیم وتربیت دی گئی ہے۔ لہٰذا فارغ رہ کر وقت اور صلاحیتوں کو ضائع کرنے کی بجائے کسی بھی صورت میدانِ عمل میں اُترنا چاہیے۔

⑤ انسان ذاتی مفاد کے ساتھ ساتھ اجتماعی مفاد کو بھی مدنظر رکھے اور دوسرے لوگوں کو بھی

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی سعی کرے تاکہ انسانی معاشرے میں ہمدردی، غمگساری اور باہمی تعاون کی رِیت بتدریج ترقی پائے: ﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ (المائدۃ:۲)

''اور نیکی اور پرہیزگاری کے لیے تعاون کرو، زیادتی اور سرکشی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔''

⑥ مال کی فروانی کے باوجود بھی ذاتی ضروریات پر انتہائی مناسب خرچ کرنا چاہیے۔ اور ضرورت سے زائد اَموال کو مفاداتِ عامہ، فلاحِ انسانیت، اور فی سبیل اللہ کی مَد میں خرچ کرنا چاہیے: ﴿يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ﴾ (البقرۃ:۲۱۹)

''آپ سے سول کرتے ہیں کہ کیا خرچ کریں تو کہہ دیجیے کہ زائد اموال۔''

⑦ رزقِ حلال کمانا بہت بڑی نیکی ہے اور اِس نیکی کو اسلام کی معاشی ہدایات کے مطابق بجا لانا چاہیے۔ اپنی تجارتی اور دفتری زندگی کو صدق وامانت اور عہدووَفا جیسے اَوصافِ حمیدہ سے مزین کرنا چاہیے۔

⑧ حلال وحرام کا مسئلہ ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے، کیونکہ یہ اسلامی معیشت میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

⑨ اپنا پیٹ پالنے کے لیے کسی دوسرے کا نوالہ چھیننے کی کوئی تدبیر وعمل ہماری معاشی جدوجہد کا حصہ نہیں ہونا چاہیے۔

⑩ ساری معاشی جدوجہد بروئے کار لاکر بھی توکل خالق ومالک پر کرنا چاہیے، کیونکہ

﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾ (الذاریات:۵۸)

''اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔''

﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ہود:۶)

''زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔''

اور ﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ﴾ (الذاریات:۲۲)

''اور تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سب آسمان میں ہے۔''

◉ ◉ ◉

www.KitaboSunnat.com